WWW.PAKSOCIETY.COM

ناولٹ

فوزیہ احسان رانا

لمحوں نے خطا کی تھی

''بڑی محبت جاگ پڑی ہے تمہارے دل میں اُس کے لیے۔ جانتے بھی ہو کہ مجھے اُس عورت سے کتنی نفرت ہے جس کی وہ بیٹی ہے۔ میں فاخرہ کو بھوبھل ہوتا، بھسم ہوتا دیکھنا چاہتا ہوں۔'' رحمان سانپ کی طرح پھنکارا وہ اتنے تنفر، اتنی بے اعتنائی.....

اُس دوشیزہ کی کتھا، جس کی ایک لمحے کی خطا نے اُس کی ساری زندگی کو مجسم خطا بنا ڈالا تھا **چوتھی کڑی**

''تم سب نے اُس کی تقدیر اپنے ہاتھوں سے لکھنی شروع کر دی، اپنی من مانی کی، اُسے خطا کار بنا کر معتوب ٹھہرا دیا۔ اپنی پسند کی سزا سنا دی۔ اُسے تختہ دار پر لٹکا کر اُس کی خودی، انا، خودداری کو اپنی جھوٹی شان اور انا کی بھینٹ چڑھا دیا، تم قاتل ہو کسی کی خوشیوں کی، کسی کی جوانی کو قدموں تلے روندنے کی مجرم ہو، قابلِ نفرت ہو، قابلِ مذمت۔'' اُس لمبے تڑنگے شخص نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کی جھریوں سے اٹی گردن پر رکھ کر اُس کی ہڈیوں بھری گردن کو دبوچ لیا اُس کی سانس رُک گئی۔

''زمان! پانی۔'' اُس کی آواز نہیں نکلی تھی بس زمان کا نام لبوں پر تھرتھرا کر رہ گیا مگر کون تھا جو اُس کی آواز سنتا۔ پھر اُس کی گردن پر دباؤ کم ہوتا چلا گیا۔ نجانے وہ کون تھا جو اتنا بپھرا ہوا تھا جیسے کوئی وحشی جنونی اُس کی جان لے لینا چاہتا ہو۔ اُسے لگا وہ مر گئی ہے مگر وہ زندہ تھی۔

''تم گناہ گار ہو، زمین پر بوجھ ہو، تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹ جانا چاہیے۔'' وہ کف اُڑا رہا تھا، چلا رہا تھا۔ غیض و غضب سے وہ پھر اُس کے ناتواں وجود پر جھپٹنا چاہتا تھا کہ اُس نے اپنے رعشہ زدہ ہاتھ جوڑ دیے۔ کچھ کہنے کی کوشش میں اُس کے خشک پپڑی زدہ ہونٹ کپکپا کر رہ گئے۔

''رحم مانگ رہی ہو کیا۔'' اُس اجنبی، کرخت چہرے والے آدمی نے سوال کیا۔

''ہاں۔'' اُس نے ذرا سا سر ہلایا اُس کی سرد آنکھوں میں موت کا خوف پھیل رہا تھا۔

''ہاہاہا..... تم نے کبھی 'رحم' کیا ہے جو میں تم پر رحم کروں۔'' اُس نے بے ہنگم قہقہہ لگایا۔

''تم ظالم ہو ظلم ڈھاتی رہیں، میں دیکھتا رہا کہ شاید تمہارے اندر احساس کی آنکھ پھوٹ پڑے۔ شاید تم نادم ہو کر توبہ کر لو مگر نہیں، تمہارے جیسے لوگوں کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ اگر توبہ کا احساس جاگ جائے تو کبھی کبھی توبہ کرنے کی مہلت بھی نہیں ملتی۔ تم قابلِ نفرت ہو۔'' وہ چیخنے لگا۔ چلانے لگا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''رحمان، پانی۔'' اُس کے ہونٹ پھڑ پھڑائے مگر کون تھا جو سنتا۔ کوئی بھی نہیں۔ وہ باری باری سب کو پکارتی رہی۔ اُس کی دم توڑتی آواز حلق میں ہی گھٹتی رہی۔ وہ سانس کھینچنے کے لیے پوری طاقت لگا رہی تھی۔ اُس کو جتنی دشواری سانس اندر اُتارنے میں ہو رہی تھی۔ اُس سے کہیں بڑھ کر اذیت سانس باہر نکالنے میں ہو رہی تھی۔ وہ شدتِ کرب سے سر اِدھر اُدھر مار رہی تھی۔ اُسے وہ اُس کانٹوں بھرے میدان میں گھسیٹ رہا تھا۔ اُس کی کمر زخم زخم ہو کر لہولہان ہو رہی تھی گردن میں سانس پھنس رہی تھی۔ گھٹن وحبس سانس روک رہی تھی۔

''کیا میں مر رہی ہوں۔ نہیں نہیں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ مجھے مرنے سے ڈر لگتا ہے۔'' اُس کی سوچیں شل تھیں اُسے خوف آ رہا تھا موت سے خوف' مرجانے کا خوف' سب سے بڑا خوف، سب سے آخری خوف۔

''میں تمہارا ضمیر ہوں ہاہاہا۔ میں تم پر یوں ہی کوڑے برساتا رہوں گا۔ روز تمہیں عدالت میں گھسیٹوں گا لعنت ملامت کروں گا۔ تمہیں کنکر ماروں گا، تم پر جوتے پھینکوں گا۔ کون بچائے گا تمہیں۔ کون پرسانِ حال ہے تمہارا اس وقت، بتاؤ جواب دو، ساری زندگی تنفر، حقارت، تکبر میں گزار دی۔ خدا کی مخلوق سے کبھی محبت نہیں کی۔ صلہ رحمی اور ایثار کو اپنا شعار نہیں بنایا۔ اب بتاؤ کیا ہے زادِ راہ، آخرت کے لیے، کیا منہ دکھاؤ گی روز محشر خدا کو۔ کیا تیاری کی تم نے خدا کے پاس جانے کے لیے، کچھ بھی نہیں، اسی لیے تو موت سے ڈر رہی ہو۔ اپنے اعمال سے ڈر رہی ہو، خدا کی بنائی ہستی کو حقیر و بے مایہ سمجھ کر ستم ڈھانے والی عورت! کیا تم اس قابل ہو کہ تم پر رحم کیا جائے۔ دفع ہو جاؤ میری نظروں سے دور ہو جاؤ بدبخت عورت۔''

اُس دیوہیکل شکل نے اُسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کسی ننھی گیند کی طرح فضا میں اُچھال دیا۔ چیتھڑے ہی چیتھڑے، خون آلود، اُف ہر طرف خون ہی خون، انسانی ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں۔

☆.....☆.....☆

وہ بے حس وحرکت لیٹی ہوئی تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ مر چکی ہے۔ جان کنی کے عذاب سے گزر چکی ہے۔ سب کام پایہ تکمیل تک پہنچ چکے مگر نہیں وہ زندہ تھی جب اُس کا تاریکیوں میں ڈوبا ذہن بیدار ہوا تو اُسے یہ لگا بدن گو کہ بے جان سا ہے مگر وہ زندہ ہے۔ سانس چل رہی ہے۔ آتی جاتی مدھم سانس زندگی کا پتا دے رہی تھی۔

''یہ لیں پانی پی لیں۔'' کوئی بہت قریب سے بولا تھا۔ کون۔ کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

''خالہ پانی پی لیں۔'' کسی نے اُس کی گردن کے نیچے بہت نرمی سے ہاتھ ڈالا تھا اور سہارا دے کر اوپر اٹھایا اور پانی کا گلاس خالہ کے لبوں سے لگا دیا۔ پانی کے چند قطروں سے حلق تر ہوا تو بکھرے حواس بھی بحال ہونے لگے۔ سارا گلاس وہ غٹا غٹ پی گئی جیسے برسوں کی پیاسی ہو۔

''خالہ لگتا ہے آپ سوتے میں ڈر گئی ہیں۔ آپ کی چیخیں اتنی بلند تھیں کہ میری سوتے میں آنکھ کھل گئی بتائیں نا، کہیں درد ہے کیا۔ بہت کرب ناک دھاڑیں ماری ہیں آپ نے۔'' فاخرہ نے خالہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔ وہ اس وقت صحن میں تھیں۔ خالہ کی آنکھیں بند تھیں۔ سانس دھونکنی کی مانند چل رہی تھی۔ وہ بولنا چاہتی تھی، بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر یوں لگتا تھا جیسے یا تو خالہ کی زبان تالو سے چپک گئی تھی یا پھر کسی نادیدہ طاقت نے اُن کی قوتِ گویائی سلب کر ڈالی تھی۔ وہ اُسی ڈراؤنے اور خوفناک خواب کے زیر اثر تھی۔ وہ ہاتھ جوڑ کر فاخرہ

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔ اپنے ہر ستم کی اپنے ہر ظلم و زیادتی کی۔ وہ اللہ سے بھی توبہ کرنا چاہ رہی تھی۔ اپنے گھمنڈ و برتری میں کیے گئے وار اب سارے اُسے نظر آرہے تھے۔ قطار در قطار لمبی فہرست تھی۔ آج اپنی ہر زیادتی اُسے دکھائی دے رہی تھی اور دل شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا جارہا تھا اور ساتھ ہی بدن کی سکت بھی ہاتھ چھڑا رہی تھی۔ وہ توبہ کرنا چاہ رہی تھی۔ مگر زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ جب طاقت سلامت تھی تب 'احساس' سے دل خالی تھا اور اب ضمیر اور احساس ایک ساتھ اُس کے اندر اپنی تمام تر توانائیوں سے جاگے تھے تو اُس کا تن بدن مردنی اوڑھ بیٹھا تھا..... یہ کیسی بے بسی و لاچاری تھی کہ وہ بہت کچھ کہنا چاہ رہی تھی مگر کچھ بھی نہیں کہہ پارہی تھی۔ اُس کے رعشے زدہ بدن میں جان اٹکی ہوئی تھی۔

فاخرہ اپنے آنچل کے پلو سے خالہ کا چہرہ صاف کررہی تھی جو بار بار عرق آلود ہورہا تھا۔ فاخرہ خالہ پر جھکی قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر اُس پر پھونک رہی تھی۔ فاخرہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے وہ اُس عورت کے لیے رو رہی تھی جس نے تمام عمر اُسے سکھ کا سانس نہیں لینے دیا تھا۔ فاخرہ کا احساس سے لبریز دل اُس سامنے لیٹی بوڑھی عورت کی لاچاری پر رو رہا تھا جس نے فاخرہ کی زندگی پر حکومت کی تھی۔ جواز، سمجھوتے، اصول، دلیل کسی زندہ انسان کی زندگی سے بڑھ کر تو نہیں ہوتے پھر بھی لوگ دوسروں کے دلوں کو خوشیوں کو کتنے دھڑلے سے روند ڈالتے ہیں۔ خدا کی پناہ۔

''خالہ کیا ہوا ہے مجھے بتائیں، دن چڑھ جائے پھر میں آپ کو اسپتال لے کر چلوں گی یا پھر ڈاکٹر کو گھر بلوالوں گی۔'' فاخرہ خالہ کے گال سہلا رہی تھی بار بار پانی پلا رہی تھی۔

اعمال ناموں میں گناہ کبیرہ کے زمرے میں کیا کچھ درج ہوتا ہوگا۔ کسی کو خبر نہیں ہوئی کسی کو فکر نہیں ہوتی۔ اُس کی زبان گنگ دل شرمندگی سے جھکا جارہا تھا۔ دل کی گہرائی سے اللہ کے حضور وہ معافی مانگ رہی تھی قبول ہوتی تھی یا نہیں۔ کون جانے۔ مگر فاخرہ سے معافی مانگنے کے لیے زبان کی ضرورت تھی۔ جو اس وقت کام نہیں کررہی تھی۔

خونی رشتوں سے جڑی محبتیں، اور اُن محبتوں کے ساتھ ساتھ ازل سے ایک درد کا سلسلہ بھی جاری وساری ہے۔ خودغرضی، بے حسی، منافقت کی اذیت سے لبریز، ظلم کی آخری حدوں کو پار کرتا۔

فاخرہ اب خالہ کی ٹانگیں داب رہی تھی۔ خالہ کے خون میں اس وقت ندامت پر ندامت، ندامت ہی ندامت ٹھوکریں مار رہی تھی۔

معصوم، سادہ دل فاخرہ بلا کی حسین عورت کس غضب کی آزمائش کی نذر ہوئی تھی۔

فاخرہ کی مضطرب سی نگاہیں خالہ کے تھکن زدہ بے بس وجود کو دیکھتی رہیں۔ وہ آگاہ تھی اس بات سے کہ دنیا میں دوسروں کا درد اپنے دل میں محسوس کرنے کا شرف ہی انسان کو اشرف المخلوقات بناتا ہے۔ انسان دنیا میں آتا ہے، مرجاتا ہے، انسان سب کچھ کرتا ہے مگر موت جو اٹل حقیقت ہے اُس کو فراموش کردیتا ہے۔ فجر کی اذانیں ہورہی تھیں فاخرہ اٹھی اور وضو کرنے چلی گئی۔

''میری زیادتیوں کا جتنا بوجھ تمہارے دل نے سہا ہے فاخرہ، کیا وہ کبھی اُتر سکے گا، جتنے زخم میں نے تمہیں دیے، کیا کبھی وہ تم بھول سکو گی، کیا تمہارے ہونٹ میرے لیے دعا مانگ سکیں گے، میرا دل کبھی سکون پاسکے گا۔'' خالہ نے سوچا تھا۔

☆.....☆.....☆

فاخرہ نے نماز کی ادائیگی کے بعد دعا مانگی تھی،

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گریہ زاری کی تھی۔ خالہ کے لیے سچے دل سے دعا مانگی تھی۔ فاخرہ نے اپنے وجود سے چمٹے سارے اگر مگر اُتار پھینکے تھے۔ خالہ کو معاف کردیا تھا۔ کیا یہ ضروری ہوتا ہے کہ کوئی زبان سے اقرار کرے، ہاتھ جوڑ کر معافی مانگے تب ہم کسی کو معاف کریں۔

ہمیں ہر کسی کو معاف کردینا چاہیے۔ اللہ کی رضا کے لیے رحم کرنا چاہیے، ایثار کو اللہ پسند فرماتا ہے۔

خالہ کی شاید آنکھ لگ گئی تھی۔ فاخرہ قرآن پاک پڑھنے لگی، لوہے کے تحت پر وہ بیٹھ گئی تھی۔ بشیراں بھی فاخرہ کے ساتھ ہی جاگی تھی۔ خالہ کی دردناک چیخوں نے انہیں ڈرادیا تھا۔ الٰہی خیر! کہتی وہ دونوں ایک ساتھ خالہ کے پاس آئی تھیں تب سے اب تک بشیراں فاخرہ کے رویے کو دیکھتی رہی تھی۔ حیرت و استعجاب سے، انتہائی تعجب سے، اتنا صبر، ایسی اعلیٰ ظرفی، اتنا کشادہ دل۔

''چائے بناؤں۔'' بشیراں نے پوچھا تو فاخرہ نے ذرا کی ذرا نگاہ اٹھائی اور اثبات میں سر ہلا دیا۔ آنسوؤں سے لبالب بھری گلابی آنکھیں، اضطرابی انداز میں ہونٹ کچلتی فاخرہ کیوں رو رہی تھی؟ یہ بشیراں کی سمجھ سے بالاتر چیز تھی۔

فاخرہ نے قرآن پاک بند کرکے آنکھوں سے لگایا بشیراں وہیں چائے لے آئی، فاخرہ کے ہاتھ سے قرآن پاک پکڑ کر کمرے میں رکھنے چلی گئی۔ واپس آئی تو فاخرہ جوں کی توں بیٹھی ہوئی تھی۔

''کیوں رو رہی ہیں آپ۔'' بشیراں نے آخر وہ بات پوچھ ہی لی جو اُسے بے چین کررہی تھی۔

''خالہ کے لیے.....'' بشیراں نے تحیر سے دیکھا فاخرہ کا چہرہ حزن و ملال کے سارے رنگ سمیٹے ہوئے تھا۔

''ایسے مت دیکھو بشیراں، بات خالہ کی نہیں ہے ہر بزرگ کی بے بسی مجھے رُلاتی ہے، ہر بزرگ کی آنکھ کی پتلیوں کے پیچھے چھپا درد مجھے نظر آتا ہے، وہ مجھے رُلاتا ہے۔''

''بشیراں جو تم نے دیکھا وہ بھی اور جو تم نے نہیں دیکھا وہ بھی بہت برا تھا، بے انتہا برا۔ مگر وہ ان کا اپنا فعل اپنا عمل ہے۔ مجھے برا نہیں کرنا۔'' بشیراں یک ٹک فاخرہ کو دیکھے گئی۔

''اللہ نے مجھے بہت نوازا ہے اور اس کی بے پایاں رحمتوں کے بدلے، میں نے خالہ کو معاف کردیا ہے۔ مجھے اللہ کی ناراضی سے بہت ڈر لگتا ہے۔ بس یہی دعا کرتی ہوں کہ اللہ مجھ سے خوش رہے۔''

''مگر.....'' فاخرہ نے ہاتھ اُٹھا کر بشیراں کو ٹوک دیا، آگے کچھ بھی کہنے سے منع کردیا۔

''بشیراں جب ہماری زندگی میں بہت سارے اگر مگر آجاتے ہیں تو راہیں مسدود ہوجاتی ہیں۔ دل تنگ پڑجاتے ہیں جو جواز ڈھونڈنے لگتے ہیں اگر مگر راستہ روک کر کھڑے ہوجائے ہیں، میں نے بھی شروع میں اللہ سے کچھ گلے شکوے کیے تھے مگر اُن کو اپنا معمول نہیں بنایا۔ اللہ کے ہر فیصلے پر راضی بہ راضی ہوگئی تو دل میں طمانیت نے جگہ بنالی۔ میرا یقین کامل ہونے لگا۔ مجھے قرار آگیا۔ مجھے صبر کرنا آگیا۔ میں نے صبر کرنا سیکھ لیا۔'' فاخرہ نے چائے کا گھونٹ بھرا بشیراں کی نگاہوں میں تاحال اُلجھن تیر رہی تھی۔ ہلکی سی خفگی بھی اُس کے انداز سے عیاں تھی۔ وہ سمجھی کہ نہیں مگر بولی کچھ نہیں۔

''پتا ہے بشیراں جو انسان شکر ادا نہ کرسکے وہ پھر زندگی میں کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں 'میں رو رہا تھا جب میرے پاؤں میں جوتے نہیں تھے لیکن میں اچانک چپ ہوگیا جب میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے تو پاؤں ہی نہیں تھے۔ اللہ رب العزت نے مجھے ہزاروں لوگوں سے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بہت بہتر بنایا، پھر میں شکر ادا کیوں نہ کروں، دل کو چھوٹا نہیں رکھنا چاہیے۔'' فاخرہ کی بات پر بشیراں بھی رونے لگی تھی نجانے کیوں۔

☆.....☆.....☆

رحمان اور فرقان لاہور پہنچ چکے تھے پی سی میں دو بیڈ روم کی انہوں نے دو دن کی بکنگ کروالی تھی۔ اُن کا ارادہ خوب گھومنے پھرنے کا تھا۔ وہ بچوں کو گھمانے پھرانے کے لیے ہی تو لے کر آئے تھے۔

''ہائے اتنی شاندار عمارت.....'' احتشام بچوں کا سا اشتیاق لیے چلایا، فروا نے اُسے ٹہوکا دیا۔

''ہائے پسلی میں کہنی چبھودی۔'' وہ مچلا۔

''چپ کر جاہل کہیں کا! سب لوگ دیکھ رہے ہیں، پینڈو سمجھیں گے تمہیں۔'' فروا نے دانت کچکچائے اور اُسے اُس کی ندیدی حرکت پر تنبیہ کی مگر وہ باز آنے والا کہاں تھا، ہر پانچ منٹ بعد آپے سے باہر ہو جاتا۔''

''ہائے کتنی اسٹوریز ہیں اس ہوٹل کی، میری تو آنکھیں تھک گئیں آسمان تک پہنچ گئیں۔''

''اتنی زور کا مکہ ماروں گی کمر میں کہ دن میں تارے نظر آجائیں گے، منہ بند کرا اپنا'' ایک طرف فروا جبکہ احتشام کے دوسری طرف عروہ چپک گئی تھی۔ اُن کا بس نہیں چل رہا تھا کہ احتشام کی درگت بنا ڈالیں۔ امن کی ہنسی چھوٹ گئی صورتِ حال ہی اتنی مضحکہ خیز ہوگئی تھی۔ احتشام دیدے پھاڑ پھاڑ کر اردگرد دیکھ رہا تھا اور جب بھی وہ مارے شوق کے منہ سے ہائے وائے نکالتا، دو کہنیاں اس کی پسلیاں توڑنے کے درپے ہو جاتیں۔ امن ہنسے جا رہی تھی۔ سب بڑے آگے آگے تھے، جبکہ چاروں پیچھے باقی بچے بڑوں کے ساتھ تھے۔ اٹھکیلیاں کر رہے تھے سب خوش تھے مگن تھے۔

سکینڈ فلور پر دونوں فیملیز کے بیڈ روم تھے۔ دونوں اپنے اپنے بیڈ رومز میں چلے گئے۔ صاف ستھرا اسٹائلش بیڈ روم، فرقان نہانے چلے گیا تو حذیفہ اور ہنزلا جو اُس کی موجودگی میں مؤدب سے تھے چہکنے لگے۔ امن نے لبنیٰ کی نظر بچا کر اپنے پاؤچ کو شولڈر بیگ سے نکال کر سیل فون کو دیکھا۔ سجاد کی چار مس کالز اور لاتعداد میسجز تھے۔ امن نے پھر لبنیٰ کی طرف دیکھا مگر وہ متوجہ نہیں تھی۔ بچوں کے ساتھ مگن تھیں۔ ہنزلا حذیفہ کے کپڑے بیگ سے نکال رہی تھی۔ امن نے ایک کے بعد ایک سارے میسجز پڑھ ڈالے امن کا چہرہ جگمگانے لگا۔ اُس نے کہا تھا کہ پہنچ کر بتانا مجھے فکر رہے گی۔ امن اب میسجز کر کے اُسے بتا رہی تھی۔

''بات کریں جان۔'' اُس کا ریپلائی آیا تھا۔

''نہیں ابھی ممکن نہیں، بعد میں جب موقع ملا۔''

اُس نے سینڈ کر کے سیل دوبارہ پاؤچ میں ڈال لیا۔ فرقان فریش ہو آیا تھا۔ طویل سفر کی تکان اُتارنے کے لیے سب لوگ باری باری نہانے گئے۔

ٹھیک ایک گھنٹے بعد رحمان کی کال آئی تھی۔ نیچے ہال میں ناشتے کے لیے جانا تھا، سب لوگ ناشتے کے لیے چلے گئے سب نے اپنی اپنی پسند کا ناشتا کیا تھا۔ رحمان کو کام سے جانا تھا وہ وہیں سے چلا گیا۔ فرقان اور لبنیٰ کمرے میں آ کر سو گئے۔ ہنزلا حذیفہ بھی کچھ دیر ٹی وی پر کارٹون دیکھتے رہے پھر اُونگھنے لگے، ماں کے برابر میں لیٹے تو ذرا دیر میں ہی بے خبر سو گئے۔

دونوں بیڈ رومز کے مکیں سو چکے تھے مگر دو لوگ ایسے بھی تھے جن کے دل بے تاب تھے اور آنکھیں نیند سے خالی۔ پپوٹے بوجھل سے، تھکن سے مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور۔

☆.....☆.....☆

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''وہ آج لاہور چلی گئی ہیں دونوں بہنیں۔'' اریز چوہدری کسی کو فون پر بتا رہا تھا۔

''تم بھی لاہور پہنچ جاؤ۔'' مقابل نے تجویز پیش کی تھی یا حکم دیا تھا کچھ اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔

''جی ٹھیک ہے مگر کب؟'' اریز نے پوچھا۔

''اُن کا کیا پروگرام ہے۔''

''دو دن کے لیے آؤٹنگ کا پروگرام ہے۔'' اریز بہت اطمینان سے بات کر رہا تھا یوں لگ رہا تھا مقابل سے اُس کا کوئی بہت قریبی تعلق ہے۔ وہ دونوں کمال کے مزاج آشنا لگ رہے تھے۔

''تم آج ہی لاہور پہنچو اور رابطے میں رہو، او کے۔''

''جی بہتر۔''

''ایک بات دھیان میں رکھنا لڑکی کو قریب کرنے کا طریقہ، اُسے اہمیت دو اُس کے جذبات کو سمجھو اور لڑکی مرد کے وجود میں تب سماتی ہے جب وہ اُسے تحفظ دیتا ہے۔ لڑکی کو محبت بہت عزت کے ساتھ دی جائے تو اسے اچھا لگتا ہے۔ محبت کرنے کا ڈھنڈورا پیٹتے رہو مگر اُس کی عزت نہ کرو تو وہ کبھی ہاتھ نہیں آتی۔ لڑکی کے لیے اپنا وقار اپنی سیلف ریسپکٹ بہت معنی رکھتی ہے۔ لڑکیوں کی نفسیات بہت عجیب ہوتی ہے حد سے زیادہ جذباتی، ذرا بے وقوف، چھوٹی چھوٹی باتوں پر بہل جانے والی، اپنا ضبط، اپنا غصہ کنٹرول میں رکھنا کڑوی کسیلی بات بھی امرت سمجھ کر پی جاؤ، سمجھ گئے۔''

''جی بالکل سمجھ گیا۔''

''عمل بھی کرنا ہے اور بھرپور چوکس رہنا، تمہاری دو آنکھیں پشت پر بھی ہونی چاہئیں تمہاری چار آنکھوں کو ہر وقت کھلا ہونا چاہیے۔'' وہ بہت مدھم لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔

''جی ایسا ہی ہے۔ ایسا ہی ہوگا میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔''

''ویل ڈن مائی سن، ایم پراؤڈ آف یو۔''

''آج کا کیا پروگرام ہے۔''

''آج مجھے بیا ہمدانی سے ملنا ہے۔ اس وقت میں ہوٹل میں اُس کا انتظار کر رہا ہوں۔''

''اوہ گڈ ویری گڈ۔'' اُس کے لہجے میں فخر انبساط جھلکا۔

''گاڑی ہے اس وقت تمہارے پاس۔''

''جی نایاب کی گاڑی ہے میرے پاس۔''

''ٹھیک ہے میں لاہور والے بنگلے کی صفائی کرواتا ہوں ابھی خدا بخش کو فون کرتا ہوں تم بیا کو نپٹا کر لاہور پہنچو، مگر اچھے موہ لینے والے، نثار ہو جانے والے انداز میں نپٹانا، پہلے پہل لڑکی پر لگاؤ سے محنت کرنا پڑتی ہے جب وہ پٹا ہوا مہرہ بن جاتی ہے۔ تم بہت مکار ہو، شاطر ہو میں جانتا ہوں۔''

''بس آپ کی محبت ہے، اوہ بیا آ رہی ہے بعد میں بات کرتے ہیں۔'' اریز نے دور سے بیا کو دیکھ لیا تھا وہ پارکنگ میں گاڑی پارک کر رہی تھی۔

وہ قدرے الگ تھلگ سی میز تھی تاریک سا گوشا، وہ عموماً اسی میز کو اپنا مسکن بناتا تھا جب بھی اُسے کسی سے ملنا ہوتا۔

''بے بی پنک کلر میں قیامت ڈھا رہی ہے بیا ہمدانی، ہاہا مگر ابھی میری دسترس سے کوسوں دور ہے۔ تڑپا کے رکھ دیتی ہے۔ چلتی پھرتی آگ ہے۔'' اریز نے اوپر نیچے بہت سی آہیں ایک ساتھ بھری تھیں۔ مقابل نے قہقہہ لگایا تھا زوردار قہقہہ۔

''او کے بائے آ گئی۔'' عجلت میں فون ہی بند کر دیا تھا۔ مقابل اُس کی پھرتی پر تا دیر ہنستا رہا۔ لگتا تھا اریز نے اثر لیا تھا باتوں کا، اور لڑکی کو عزت و تکریم دینے کا ثبوت بھی ساتھ ہی فراہم کر دیا تھا۔

☆.....☆.....☆

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''ہائے کیسے ہو۔'' بیا کے لبوں پر دلربا مسکراہٹ تھی، اریز سوجان سے فدا ہونے لگا۔

''ٹھیک ہوں، تم کیسی ہو، بہت انتظار کروایا۔'' وہ محبت پاش نظروں سے اُسے تکے جا رہا تھا۔

''مصروف تھی مگر تمہارے لیے وقت نکالا جا سکتا ہے۔'' وہ اِترائی' اِتراہٹ اُس پر سجتی بھی تو بہت تھی۔ بڑی فرصت سے بنایا تھا خدا نے اُسے، اُسے اپنی حسن ورعنائی کا ادارک بھی تھا پوری طرح۔

''بہت نوازش میری جان، بندہ ناچیز کے لیے تم نے اپنے قیمتی وقت میں سے فرصت کے کچھ لمحات نکال لیے۔'' وہ کھلکھلائی اور اریز کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اُس کی ریشمی زلفیں ہوا سے لہراتے ہوئے اریز کے چہرے کو چھو رہی تھیں۔ وہ اجتناب برت رہا تھا ورنہ بیا کی ہوش ربا ادائیں گھائل کرنا بخوبی جانتی تھیں۔ مگر وہ بار بار ایک ادا سے زلفیں جھٹک کر اریز کے شانوں پر بکھیر دیتی تھی۔

''تم نے ٹھان رکھا ہے کہ میری جان مشکل میں رکھو گی۔'' اریز نے شانے جھٹکے تو وہ دلکشی سے مسکرا دی۔

''کیا کھاؤ گی۔'' اریز پوری طرح اُس کی طرف جھک گیا وہ حیران کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ وہ غیر محسوس طریقے سے اپنی سانسیں بیا کی سانسوں سے ٹکرا چکا تھا۔ خود غافل سا ہو کر مینیو کارڈ دیکھنے لگا۔ بیا پگھل رہی تھی۔ اپنی دھڑکنوں کی بے قراری پر حیران جبکہ وہ اپنی توجہ کا رُخ موڑ چکا تھا۔ اُس کا گھنے سیاہ بالوں والا سر جھکا ہوا تھا۔ مینیو کارڈ اریز کے ہاتھوں میں تھا اور بیا اُس کے ہاتھ دیکھ رہی تھی۔ مضبوط مردانہ ہاتھ سفید سنہری روئیں والے ہاتھ۔

''کیا کھاؤ گی؟'' اُس نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا بیا کی توجہ کا ارتکاز بکھر گیا۔

''جو تم کھاؤ گے میں بھی کھا لوں گی۔'' وہ کھانے پینے میں بہت نخریلی تھی اریز جانتا تھا۔

''رئیلی!'' اریز نے تعجب سے بیا کی براؤن آنکھوں میں جھانکا۔

''ہاں۔'' وہ ہونٹ بھینچ کر زور زور سے سر ہلانے لگی اس سمے وہ اریز کو بڑی معصوم لگی۔

وہ پل میں منظر بدلنے کی طاقت رکھتا تھا جیسے وقت اُس کے اختیار میں ہو اور وہ لمحوں میں زمانے کو اپنے سنگ باندھ سکتا تھا۔ ایک لمحے میں اُس نے ہنستی مسکراتی اتراتی لڑکی کے ہونٹوں پر چپ بٹھا دی تھی۔ سارے نخرے، ساری ادائیں اپنی موت آپ مر گئے تھے۔ اریز میں ایسا کیا جادو تھا کہ وہ اُس کے بدن کی ذرا سی تپش برداشت نہ کر سکی اُس کی لمحوں کی قربت نے سینے کے اندر کیسی آگ دہکا دی تھی۔ یہ کیا ہو گیا تھا وہ اتنی کمزور تو کبھی بھی نہیں تھی۔

کھانا آ چکا تھا مگر بیا ڈھنگ سے کب کھا رہی تھی۔ وہ لاتعلق سی بیٹھی تھی۔

''کھا کیوں نہیں رہی ہو جان، تمہیں تو بہت پسند ہے یہاں کا کھانا نہیں دل چاہ رہا تو کچھ اور منگوا لو۔'' وہ اُس کے ساتھ خصوصی التفات برت رہا تھا توجہ وانہماک سے نواز رہا تھا۔

''نہیں دل نہیں چاہ رہا۔'' وہ بے دلی سے بولی، اریز کی تو جان پر بن آئی۔

''کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے نا جان، تم نازک بھی تو بہت ہو۔'' وہ فکر مندی سے بولا بیا کاروں رواں سماعت بن گیا۔ اتنا خیال تھا اسے میرا۔ اریز کی حدت بھری نظروں کے حصار میں بیا کی پلکیں لرز رہی تھیں۔ عارض تمتما اٹھے تھے اریز اُس کے چہرے کی تمام کیفیات کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

اریز چوہدری بیا کے اندر طوفان اُٹھا چکا تھا۔ اُس کا سکون متزلزل کر چکا تھا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''اریز مجھے ڈر لگ رہا ہے۔'' بہت دیر بعد وہ بولنے کے قابل ہوئی تھی۔

''کس بات کا ڈر۔'' وہ مکمل محبت سے اُس کی طرف رُخ موڑ گیا۔

''تم سے بچھڑنے کا ڈر۔'' شدید جذبات کی یورش تھی یا وہ اندر سے ادھ موئی ہو رہی تھی کہ آنکھیں جلنے لگیں۔ گرم گرم کھولتے ہوئے آنسو رخساروں پر بہہ آئے تھے۔

''رومت تم سے بچھڑنے کا خیال بھی سوہانِ روح ہے بیا۔ آئی لو یُو مائی ڈیئر! سارے وسوسے، سارے خوف دل سے نکال دو۔ میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں۔'' اُس نے نرمی و حلاوت سے کہا اور بہت ملائمت سے بیا کے آنسو صاف کرنے لگا۔

''شیور.....'' وہ تذبذب کا شکار تھی، اُسے آگے بڑھنے میں کوئی رکاوٹ کا سامنا تھا۔

''ہاں میری جان بے حد بے حساب محبت کرتا ہوں یقین محبت کی پہلی سیڑھی ہے یقین کر لو یا لوٹ جاؤ تمہاری مرضی، میں زبردستی کا قطعی قائل نہیں ہوں۔ محبت میں زور زبردستی ہوتی بھی نہیں ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں تو تمہارے سوا کسی اور کو اپنے خیال میں لانا بھی گناہ ہے تمہیں خیالوں میں بسایا ہے بیا تو میں اِن خیالوں اور خوابوں میں خیانت کا مرتکب کیسے ہو سکتا ہوں۔ میرا ہر جذبہ تمہاری امانت ہے، مجھے اُن فضاؤں سے محبت ہے جہاں تم سانس لیتی ہو۔ مجھے اُن جگہوں سے عقیدت ہے تم جہاں پاؤں رکھتی ہو۔ میں تمہارے ظاہر سے نہیں باطن سے محبت کرتا ہوں جان، میں تمہارا احترام کرتا ہوں۔'' بیا کا سر اریز کے شانے پر آن رکا۔

''میں بھی اریز محبت کرنے لگی ہوں۔ میری محبت کو گھن مت لگنے دینا، ہوس کا گھن، وہ آبدیدہ سی تھی۔

''میں ہوس پرست لوگوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ سرسبز پودوں کو، لہلہاتے گھنے درختوں کو گھن اس لیے کھا جاتا ہے کہ اُن کا خیال نہیں رکھا جاتا، بیا میں وعدہ نہیں کرتا مگر اتنا جان لو کہ بقول روسو جو شخص وعدہ کرنے سے جتنا گریز کرتا ہے وہ وعدے کا اتنا ہی زیادہ پابند ہوتا ہے۔''

''مجھے یقین ہے دل و جان سے کہ تم مجھے کبھی بھی خود سے الگ نہیں کرو گے ویسے بھی میرے بھیا کہتے ہیں کہ تم شہد جیسی مٹھاس رکھتی ہو، کوئی تمہاری محبت کا شہد ایک دفعہ چکھ لے تو اُس کا ذائقہ کبھی نہیں بھول پاتا۔'' بیا کا ہاتھ اریز کے سینے پر آن رُکا صبیح چہرے سے کرب و رنجیدگی کی لکیریں مٹنے لگیں، آنکھیں اور ہونٹ مسکرا اٹھے شاید یقین اعتماد کی ڈور تھام بیٹھے تھے۔

''اُس کی مردانہ وجاہت کی چہار سو دھوم ہے۔ اس کا چہرہ جیسے صبح ازل کا تعارف، اس کی آنکھوں میں جادو ہے، اس کی قامت دل کو چھو لیتی ہے۔ اس مرد کی مردانہ چال دل دھڑکاتی کتنی لڑکیاں اریز کی ہونے کے خواب دیکھتی ہوں گی۔ اُس کی آواز سحر انگیز ہے۔ مسحور کن اور یہ مرد میرا ہو گیا ہے، صرف میرا'' بیا پگلی دیوانی 'وجود' پر مرمٹی تھی اور اریز کو 'وجود' سے محبت کرنے سے روک رہی تھی۔ کیا ایسا ممکن تھا۔ وہ اُس کے شاندار سراپے پر مرمٹی تھی۔ پہلا وار ہی اریز کا سہہ نہیں پائی تھی ابھی تو اریز کے ترکش میں بہت تیر تھے۔ جنہیں وہ آہستہ آہستہ استعمال میں لانا چاہتا تھا مگر وہ تو بہت بودی بہت عام سی نکلی ایک تپش بھری سانس سے ہی ڈھے گئی اریز۔ چوہدری با کمال تھا با ہنر تھا مگر بیا ہمدانی نے اُسے کوئی داؤ پیچ کھیلنے کی زحمت سے بچا لیا تھا۔ وہ تو اچھے اچھوں کو آزمائش میں ڈال دیتا تھا۔ پھر بیا کیا چیز تھی مگر پھر بھی اریز کو

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

توقع نہیں تھی کہ بیا ہمدانی دوسری ملاقات میں ہی اس طرح فریفتہ ہو جائے گی وہ بھی بغیر محنت اور وقت برباد کیے ہی سب ہوتا چلا گیا۔

دوبارہ تازہ کھانا منگوایا گیا خوش گپیوں کے دوران ایک ہی پلیٹ میں دونوں نے کھائی۔

''میں سرتاپا محبت ہوں۔'' بیا نے اِک جذب سے آنکھیں موند کر کہا۔

''میں سرتاپا عاشق ہوں۔'' دونوں ہنسنے لگے۔

''تم حسن ہو لطافت ہو خوشبو کا مسکن ہو، تم میری جان ہو، میری ہو صرف میری۔''

''ہاں صرف تمہاری۔'' اک نزاکت بھری ادا سے بیا نے سر جھٹکا۔

''تمہارے لبوں کی تازگی اپنے اندر بہت دلکشی سموئے بیٹھی ہے۔'' وہ 'ظاہر' کی بات کر رہا تھا۔

''مجھے پتا ہے۔'' وہ کھلکھلائی۔

''مجھے لگتا ہے میں تمہارے سحر طراز چہرے کی شادابی کا شیدا ہو کر سب گنوا دوں گا ہوش و خرد سے بے گانہ ہو کر دیوانہ ہو جاؤں گا تم اور تمہارا ہونا سچائی ہے۔ باقی سب جھوٹ، ساری دنیا ہیچ لگنے لگی ایک ہی دن میں، کیا جادو کر دیا کیا سحر پھونک دیا۔'' بیا کے اندر باہر روشی سی بھر گئی اُجالا ہو گیا۔

''شہد جیسی ہوں نا، مانتے ہو نا۔'' اُس نے جانچتی نظروں سے ایسے وثوق سے کہا جیسے اُسے یقین ہو کہ وہ اُس کی بات سے نکار کر ہی نہیں سکتا انکار کی نہ گنجائش ہے اور نہ ہی وجہ۔

''ہاں مان لیا مگر چکھ کر ضرور دیکھوں گا کہ شہد جیسی ہو کہ نمک جیسی۔'' اریز کے بے ساختہ کہنے پر وہ پہلے سٹپٹائی پھر کھسیا گئی۔

''میرا خیال ہے اب چلنا چاہیے۔'' وہ بوکھلا کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

''ہاں کیوں نہیں۔'' اریز بھی ہم قدم ہوا۔ وہ مسلسل کن انکھیوں سے اُس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا وہ بخوبی آگاہ تھا کہ بیا کے ذہن میں متضاد قسم کی سوچیں ٹکرا رہی ہیں یعنی کہ وہ اُس کی 'چکھنے' والی بات پر ہچکچا رہی تھی۔

وہ گاڑی میں بیٹھی اریز کو ہاتھ 'بائے' کے انداز میں ہلایا جواباً اریز نے بھی ہاتھ کی تین انگلیاں ہلائی تھیں وہ کچھ دیر بیا ہمدانی کی جاتی ہوئی گاڑی کی پشت کو تکتا رہا۔

''آگ سے کھیلتی بھی ہے اور جل مرنے سے بھی ڈرتی ہے، ہونہہ اوور اسمارٹ، ڈپلومیٹک۔'' اُس نے اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر بائیں ہاتھ کا مکا بنا کر مارا تھا اور اپنی پراڈو کی طرف قدم بڑھا دیے۔

☆.....☆.....☆

فاخرہ نے خالہ کی پریشانی میں صبا سے بھی رابطہ نہیں کیا تھا۔ ابھی صبا کی کال آئی تھی۔

''اسلام وعلیکم! مما کیسی ہیں آپ۔''

''جی بیٹا ٹھیک ہوں، تم سناؤ سفر کیسا گزرا۔''

''بہت اچھا رہا سفر مما، ہم لوگ صبح سات آٹھ بجے پہنچ گئے تھے۔ میں فوری آپ کو خیریت سے مطلع کرنا چاہ رہی تھی مگر فریش ہونے اور ناشتے میں کافی وقت لگ گیا اور پھر میری آنکھ لگ گئی۔ سوری مما مجھے ایسے لاپروائی نہیں کرنی چاہیے تھی۔'' وہ بے تکان بولے گئی۔

www.paksociety.com

''کوئی بات نہیں بیٹا، ہو جاتا ہے۔''

''مما کیا ہوا آپ اپنی بجھی بجھی سی کیوں ہیں۔'' صبا نے قیاس آرائی نہیں کی تھی۔ وہ اپنی مما کی خاموشی کو بھانپ گئی تھی اور اک دم سے صبا کے الفاظ میں فکر مندی گھل گئی اور میں لمحوں میں سنجیدہ ہوئی تھی۔

''بس بیٹا خالہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔'' فاخرہ آزردگی سے بولی۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''ایسا کیا ہوگیا۔''

''بس بیٹا گم صم سی ہوگئی ہیں، کچھ بھی بات نہیں کررہی ہیں' نہ صبح سے کچھ کھایا پیا۔''

''ڈاکٹر کو بلوالینا تھا۔''

''اپائنٹمنٹ لی ہے ڈاکٹر ہاشمی سے، شام چار بجے لے کر جاؤں گی۔''

''اوہ سیڈ، کاش میں نہ آئی ہوتی، اس وقت میں آپ کے پاس ہوتی، آپ خود کو اکیلا محسوس کررہی ہوں گی۔'' اُسے 'صرف' فاخرہ کی فکر تھی خیال بھی تھا احساس بھی، فاخرہ کو ہمیشہ کی طرح اچھا لگا بہت اچھا لگا، ڈھیروں سکون دل کے پار اُتر گیا۔

''تم پریشان مت ہو صبا، بشیراں ہے نا، اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہوجائے گا۔''

''ممار یلیکس پلیز۔'' وہ روہانسی ہورہی تھی۔

''میں ٹھیک ہوں بیٹا صغریٰ سے بات کرواؤ۔'' فاخرہ نے صبا کی توجہ بٹانے کے لیے کہا تھا۔

''میں دیتی ہوں مما۔'' کچھ ثانیے بالکل خاموشی چھا گئی پھر صغریٰ کی آواز اُبھری تھی۔

''کتنے بجے تقریب ہے صغریٰ بہن۔'' دعا سلام کے بعد فاخرہ نے پوچھا۔

''شام پانچ یا چھ بجے کا وقت ہے ٹھیک سے پتا نہیں ہے۔''

''رات کی واپسی کو یقینی بناؤ خالہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور کچھ اُمید نظر نہیں آرہی صغریٰ، اُن کا بدن بالکل بے جان ہوتا جارہا ہے۔ تہجد کے وقت وہ بہت چیخیں، تڑپیں پھر ساکت ہوگئیں۔ اُن کی آنکھیں بند ہیں اور جسم زندگی کی حرارت چھوڑتا جارہا ہے۔'' فاخرہ رودی۔

''اللہ بہتر کرے گا پریشان نہ ہو۔''

''صبا کا خیال رکھنا اور جلدی لوٹ آؤ، مجھے کوئی اچھی امید نہیں ہے۔'' وہ افسردگی سے بولی۔

''اچھا ٹھیک ہے۔''

''اوکے رکھتی ہوں فی امان اللہ۔''

''فی امان اللہ۔''

''کس کا فون تھا۔'' بشیراں گیلے ہاتھ آنچل کے پلو سے صاف کرتی وہیں چلی آئی۔ فاخرہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا کر بیٹھی تھی چونک کر نگاہ اٹھائی، مضطرب سی پرنم نگاہ۔

''صبا کا تھا۔''

''اچھا کیا کہہ رہی تھی۔''

''کچھ نہیں، خیریت سے پہنچنے کا بتا رہی تھی، سالن بن گیا کیا۔'' فاخرہ کا دل اُداس تھا بات کو طول دینے کو من مائل نہ ہوا تو بات ہی پلٹ دی۔

''جی آٹا بھی گوندھ لیا ہے، روٹیاں پکالوں یا تنور سے لگوالاؤں۔''

''جیسے تمہارا دل چاہے بشیراں۔'' بشیراں چپ چاپ پلٹ گئی۔

فاخرہ نے خالہ کے متعلق زمان کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ بتانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا۔ اُلٹا پریشان ہوکر بیمار پڑ جاتا اِس لیے فاخرہ نے بتانے سے چھپانا زیادہ بہتر سمجھا تھا۔ فاخرہ خود پر ہی سب جھیل رہی تھی۔ بشیراں اور فاخرہ دو تھیں، اُن دونوں کو ایک وجود اٹھانا مشکل ہورہا تھا۔ بہت ہی دقتوں کے ساتھ اُن دونوں نے خالہ کو گاڑی میں ڈالا تھا۔ وہ رکشے میں جانے کے قابل نہیں تھی۔ اس کی ٹانگیں اُس کے وجود کا بوجھ اٹھانے سے انکاری ہوگئی تھیں۔

فاخرہ نے آنسوؤں کی دھند کے پار گلاس وال کو دیکھا جہاں ڈاکٹر ہاشمی خالہ کے مختلف ٹیسٹ لے رہے تھے۔ فاخرہ کا دل تکلیف میں تھا اور اُس کے دل کی تکلیف آنکھوں میں پھیل رہی تھی۔ اس کے دل میں کربناک وسوسے اور بے شمار اندیشے کسی سانپ کی طرح پھن پھیلائے کھڑے تھے۔ وہ اُن

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کا سر کچلنے کی سر توڑ کوشش کر رہی تھی مگر وہ حقیقت سے نظریں بھی تو نہیں چرا سکتی تھی۔ حقیقت کتنی بھی بھیانک اور سفاک کیوں نہ ہو اُس کا سامنا تو کھلی آنکھوں سے ہی کرنا چاہیے نا۔ وہ ساکن کھڑی تھی۔ دل میں یاسیت کا گہرا احساس لیے، نجانے کتنا وقت بہہ گیا تبھی ڈاکٹر ہاشمی نے فاخرہ جبیں کو پکارا تھا وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔

''اُن کو فالج کا اٹیک ہوا ہے، شوگر بھی خطرناک حد تک لو ہے، وہ اپنی ول پاور استعمال کرنے کے قابل نہیں رہیں، کسی بھی مرض میں شفایابی کے لیے مریض کا ول پاور کا استعمال بے حد اہم کردار ادا کرتا ہے۔ آئی ایم سوری ٹو سے بٹ ان کی بہتری کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں دعا کریں ان کو ان کے قریبی لوگوں سے ملوائیں جن سے مریضہ کو محبت ہو۔'' وہ کہہ کر جانے لگے۔

''مگر ڈاکٹر صاحب۔'' فاخرہ کے بدترین خدشات کی تصدیق ہو چکی تھی پھر بھی وہ ہاتھ چھوڑ کر تو نہیں بیٹھ سکتی تھی۔ وہ اپنی سی کوشش کرنا چاہ رہی تھی۔

''اگر مگر سے کیا ہوگا محترمہ، اِن کی تشویشناک بگڑی ہوئی حالت آپ کے سامنے ہے۔''

''آپ اُن کو ایڈمٹ کرلیں، اُن کا علاج کریں۔''

''ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں، زیادہ بہتر ہوتا کہ آپ لوگ اُن کو گھر لے جاتیں۔''

''نہیں، یہاں اُن کی دیکھ بھال ہوگی، علاج ہوگا تو شاید.....''

''ٹھیک ہے آپ ان کی رپورٹس دیکھ لیں۔ وہ اندر سے خالی ہو چکی ہیں بس زندہ لاش ہیں پھر بھی میں اُن کو ایڈمٹ کر لیتا ہوں۔''

''بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب۔''

''اٹس اوکے ویسے یہ آپ کی کون ہیں؟'' ڈاکٹر نے گلاس وال کے پار اشارہ کیا۔

''میری خالہ ہیں۔'' وہ مدھم سی آواز میں بولی۔

''اوہ اسی لیے آپ اتنی غم زدہ ہیں، ماں جیسی ہوتی ہے خالہ بھی۔''

''ماں جیسی خالہ۔'' فاخرہ تلخی سے ہنسی۔

☆.....☆.....☆

کوہِ نور ہال میں تقسیمِ انعامات کی تقریب کا انتظام تھا۔ بہت سے طلبہ و طالبات اُن کے ماں باپ کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔ کچھ مہمان مقامی تھے، کچھ شہر کی مشہور شخصیات بھی مدعو تھیں۔ بہت سارے مہمان آ چکے تھے۔ آہستہ آہستہ ہال بھرتا جا رہا تھا۔ بہت سی معزز ہستیاں انتظامی امور کو خوش اسلوبی سے سنبھال رہی تھیں۔ یہ محض اتفاق تھا کہ رحمان فرقان لوگ بھی 'پی سی' میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے اور تقریب اور صبا زمان بھی 'پی سی' میں ہی تھے۔

اس وقت شام کا وقت تھا۔ رحمان سب کو ساتھ لے کر نکلا تھا۔ مینار پاکستان کی اونچائی پر کھڑے ہو کر عروہ، امن، فروا نے واؤ کہا تھا اُن کی پر جوش آواز گونجی تھی۔ آسمان جتنی بلندی پر کھڑے ہو کر نیچے جھانکنے کا اپنا ہی لطف تھا۔ لوگ چھوٹے چھوٹے بونے لگ رہے تھے۔ سڑکوں پر تیز رفتاری سے بھاگی گاڑیاں کھلونا گاڑیاں لگ رہی تھیں۔ چکر آ رہے تھے، سر گھومنے لگے مگر وہ تینوں بے تحاشا ہنستی ہوئی تا دیر وہیں کھڑی رہیں اور پھر جب احتشام ریان، ہنزلہ، حذیفہ کشتی میں بیٹھے تو جھیل کنارے جنگلے سے لگی کھڑی لڑکیاں عروہ، امن اور فروا دھڑکتے دلوں سے اُن کو تب تک ہاتھ ہلاتی رہیں، جب تک کشتی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی کیا حسین منظر تھا۔ کشتی کی وی کی شکل والی نوک فرنٹ سے پانی کے سینے میں آگے ہی آگے دھنستی تو پانی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بہت سی لہریں بن کر کشتی کے آگے بڑھنے کی راہیں ہموار کرتی۔ پیچھے رہ جانے والے پانی میں بہت سارے بھنور پڑتے، ابھرتے ڈوبتے۔

کچھ ہی دیر بعد کشتی واپس لوٹی لبنیٰ اور عائشہ نے گہری سانس بھر کر طمانیت سے آنکھیں کھولیں۔ اُن کو اس پانی سے خوف آ رہا تھا۔ شائیں شائیں کرتا پانی اُن کو تب تک ہولاتا رہا جب تک بچے واپس نہیں آ گئے۔ پھر انہوں نے شام کے گہرے پڑتے سائے میں بھٹے کھائے تھے چبوترے پر بیٹھ کر، یوں ایک ساتھ گھومنا پھرنا اُن کو بہت اچھا لگ رہا تھا۔

بادشاہی مسجد، مقبرہ جہانگیر' باغ جانے کا فل پروگرام تھا پھجے کے پائے بھی کھانے تھے۔

رحمان نے عروہ اور فروا کو گولڈ کے سیٹ دلوائے تھے، پھر نجانے کیا سوچ کر امن کو بھی اُن کے جیسا ہی گولڈ کا سیٹ دلوا دیا۔ عائشہ کو جلن تو بہت ہوئی مگر وہ بولی کچھ نہیں تھی۔

فرقان کو کوئی شدت سے یاد آیا۔ وہ بھی تو ایسے ہی سیٹ کی حقدار تھی، کون بھلا۔ صبا زمان۔ لڑکوں کو بھی کپڑے جوتے اور قیمتی کھلونے دلوائے تھے، سب شاد تھے مسرور تھے زندگی آسودہ تھی۔ اب سب لوگ گاڑی خریدنے کے لیے شو روم جا رہے تھے ،فروا کی گاڑی لینے۔

☆.....☆.....☆

خوش و خرم جب سب لوگ ہوٹل واپس آئے تو وہاں کی انتظامیہ سے پتا چلا کہ کوہِ نور ہال میں وزیراعلیٰ پنجاب تشریف لائے ہیں اسی لیے ایسے حفاظتی انتظامات حکومت کی طرف سے 'پولیس' کی صورت کیے گئے ہیں۔ پولیس کی موجودگی اس بات کا ثبوت تھی وہ سب بھی کوہِ نور ہال میں بن بلائے مہمان کی صورت جا گھسے اور سب سے پیچھے کچھ نشستیں خالی تھیں اُن پر بیٹھ گئے۔ مقصد صرف وزیراعلیٰ کا دیدار تھا۔ وزیراعلیٰ نے بچوں کو پچاس ہزار نقد انعام اور کچھ شیلڈز دی تھیں۔ باری باری پوزیشن ہولڈرز کو بلوایا جاتا اُس کو سراہا جاتا۔ اُس کی قابلیت کی داد دی جاتی۔ بچے چند جملوں میں اظہارِ خیال کرتے اور بند لفافہ لے کر چلے جاتے، تبھی اُس کا نام پکارا گیا تھا۔ ہونہار طالبہ صبا زمان کا نام گونج اٹھا۔ پھر وہ پُراعتماد چال چلتی اسٹیج پر چلی آئی۔ بڑے سے سفید دوپٹے کے ہالے میں اُس کا معصوم دل نواز چہرہ دمک رہا تھا۔ پچھلی نشستوں میں ہلچل مچ گئی، مختلف دل مختلف کیفیات میں گھر گئے۔ اِک بھگدڑ مچ گئی تھی۔ اُسے انعام دیا جا رہا تھا۔ بہت سے دل حسد کی لپیٹ میں آ گئے، ہر نظر میں ستائش تھی مگر کچھ نظروں میں قہر تھا غضب تھا۔

وزیراعلیٰ نے پوزیشن ہولڈر بچوں کو تمام زندگی کی تعلیمی مراعات دینے کا اعلان کیا تھا۔ کوئی بچہ کسی بھی اسکول کالج پھر یونیورسٹی میں پڑھے خرچا حکومت کرے گی۔

وزیراعلیٰ کی کوئی ضروری کال آ گئی تھی وہ چلے گئے تو ہال میں ہاہو کی آوازیں گونجنے لگیں۔ لوگ جا رہے تھے ہال خالی ہو رہا تھا تبھی کوئی بہت تیزی سے چلتا ہوا صبا زمان کے پاس آن رکا۔

''بہت بہت مبارک ہو بیٹا۔'' فرقان نے لرزیدہ آواز میں کہا۔

''آپ کون؟'' صبا اعتماد سے بولی۔

''مم، میں تمہارا چاچو فرقان ہوں۔'' فرقان کو جیسے ڈھیروں شرم آئی تھی۔ دل پاتال میں ڈوبا تھا۔ دونوں کے درمیان خاموشی آن بیٹھی پھر کئی ساعتیں چپکے سے کھسک گئیں۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ بہت دیر بعد وہ خود کو بولنے کے قابل کر پائی تھی۔

''بہت شکریہ۔'' وہ سر جھکا کر دھیمے لہجے میں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بولی۔ فرقان نے بازو پھیلائے صبا ذرا جھجکی پھر اُس کے سینے سے لگ گئی دونوں ہی رو رہے تھے۔

''بیٹا مجھے معاف کردو پلیز دل سے معاف کردو، میرے دل پر اَن جانا سا بوجھ ہے۔'' وہ بس روتی رہی سسکتی رہی، زندگی میں پہلی بار کوئی اُس کا اپنا اُسے گلے لگا رہا تھا۔

''صبا بیٹا مجھے معاف کردو۔'' اُس نے دوبارہ اپنے الفاظ دہرائے تھے۔

''نہیں چاچو ایسے مت کہیں، میں ناراض نہیں ہوں، آپ کا آنا، مجھ سے ملنا مجھے کتنی بڑی خوشی دے رہا ہے..... آپ نہیں جان سکتے کہ ہم کیسے ترسے ہیں 'اپنوں' کے لیے۔''

''بیٹا مجھے معاف کردو، تم بہت اچھی بیٹی ہو۔ قابل ہونہار منفرد اور مضبوط پُر اعتماد۔''

''چاچو آپ مجھے شرمندہ نہ کریں پلیز، آپ میرے بڑے ہیں۔ ایسے نہ کہیں مجھے شرمندگی ہو رہی ہے۔''

''بیٹا آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔'' تبھی لبنیٰ بھی قریب چلی آئی صبا نے فرقان کے سینے سے سر اٹھایا۔

''آپ لبنیٰ آنٹی ہیں نا، میں نے مما سے آپ کا ذکر سنا ہے۔''

''جی بیٹا میں اور فرقان کزن ہیں، یہ میری بیٹی امن اور یہ میرے بیٹے ہنزلا حذیفہ۔'' سب اُسے مبارک باد دینے لگے۔ آج اُسے اتنی جھولی بھر کے خوشیاں ملی تھیں کہ صبا زمان کو اپنا دامن تنگ لگ رہا تھا۔ اتنے سارے 'اپنے' مل گئے تھے۔

''ارے ضویا تم اور یہاں'' تبھی امن کی نظر ضویا پر پڑی، پھر نیہات پر جو پوری محویت سے امن کو تکے جا رہا تھا۔ وہ آج صبح سے خواب دیکھ رہا تھا خواہش کر رہا تھا کہ کاش امن بھی آجائی اور ابھی وہ اپنی دعا

مشہور مصنفین کے مقبول ترین ناول

جادو	ایم اے راحت	800/-
تیری یادوں کے گلاب	شازیہ اعجاز شازی	300/-
کانچ کے پھول	غزالہ جلیل راؤ	500/-
دیا اور جگنو	غزالہ جلیل راؤ	500/-
انا بیل	غزالہ جلیل راؤ	500/-
جیون جھیل میں چاند کرنیں	فصیحہ آصف خان	500/-
عشق کا کوئی انت نہیں	فصیحہ آصف خان	500/-
سلگتی دھوپ کے صحرا	عطیہ زاہرہ	500/-
یہ دیا بجھنے نہ پائے	محمد سلیم اختر	300/-
وش کنیا	ایم اے راحت	400/-
درندہ	ایم اے راحت	300/-
تتلی	ایم اے راحت	200/-
بھرم	ایم اے راحت	200/-
چمپون	خاقان ساجد	400/-
دھواں	فاروق انجم	300/-
دھڑکن	فاروق انجم	300/-
درخشاں	انوار صدیقی	700/-
آشیانہ	اعجاز احمد نواب	400/-
جزیرہ	اعجاز احمد نواب	500/-
ناگن	اعجاز احمد نواب	999/-

نواب سنز پبلی کیشنز

1/92، کوچہ میاں حیات بخش، اقبال روڈ

کمیٹی چوک راولپنڈی Ph: 051-5555275

لکھاری بہنیں اپنا ناول شائع کروانے کے لیے رابطہ کریں

0333-5202706

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی قبولیت پر شاداں و فرحاں امن کو نگاہوں کی گرفت میں لیے رہا۔

''میں اور نیہات بھائی صبا کے ساتھ آئے ہیں یہ میری مدر ہیں۔'' پھر یہیں سے تعارفی پروگرام شروع ہوگیا۔ امن نے اپنے بابا اور مما کا تعارف ضویا اور نیہات سے کروایا صبا کا چہرہ رویا رویا سا بہت معصوم لگ رہا تھا۔ لبنیٰ اور امن نے اُسے باری باری گلے لگایا فرقان صبا کو انعام دینا چاہ رہا تھا۔ ایسے میں امن نے اپنا گولڈ کا سیٹ پیش کردیا جو ابھی شام میں خریدا گیا تھا۔

''بیٹا یہ آپ کا انعام.....'' فرقان نے امن کو جیولری بکس تھمایا تو عائشہ کا کلیجہ جل بھن گیا۔ وہ تلملاتی ہوئی پاؤں پٹختی اپنے بیڈروم میں چلی گئی۔ رحمان میں بھی اب اس تازہ ترین پیدا شدہ محبت کے مظاہرے دیکھنے کی مزید سکت نہیں رہی تھی۔ پاؤں من من بھر کے ہورہے تھے۔ خون دماغ میں ٹھوکریں مار مار کر بدحال کررہا تھا، وہ جل جل کر بھسم ہورہا تھا۔ یہاں وہ ہنگامہ نہیں کرنا چاہتا تھا ورنہ اس کایا پلٹ پر سب کی ایسی کی تیسی کردیتا۔ اُس کی حالت غیر ہورہی تھی۔ دماغ کی رگیں پھٹ رہی تھیں۔ وہ کھولتا ہوا دندناتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ بادل نخواستہ بچوں کو بھی ماں باپ کے پیچھے جانا پڑا ورنہ دل تو صبا کی طرف کھینچ رہا تھا۔ منہ کے زاویے بگاڑتی عروہ اور فروا بار بار پیچھے مڑ مڑ کر دیکھ رہی تھیں۔ مگر بابا کی حالت کے پیش نظر وہ مجبور تھیں۔

''چاچو آپ مجھے مل گئے اس سے بڑا انعام کوئی نہیں ہے۔'' صبا پھر رودی۔

''بیٹا جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو صلے کے طور پر خوش ہوکر انعام دیا جاتا ہے۔''

''چاچو بہت شکریہ، یہ آنٹی صغریٰ میری مما کی بہن بنی ہوئی ہیں۔ دراصل مما نے خود میرے ساتھ آنا تھا مگر دادو اور بابا کی وجہ سے نہیں آئیں۔ ایسے میں آنٹی صغریٰ نہ ہوتیں تو شاید میں نہ آپاتی۔'' صبا کی بات پر فرقان بہت شرمندہ ہوا اُسے اپنی غفلت اور لاپروائی کا شدت سے احساس ہورہا تھا صبا اور اس کے بہن بھائیوں کی خبر گیری کرنا اُس کا فرض تھا مگر نام نہاد انا میں جکڑ کر وہ اتنی دوریاں پیدا کرچکے تھے کہ آج خون کے ساتھ بس ندامت گردش کررہی تھی۔

☆.....☆.....☆

رات گیارہ بجے صبا لوگ واپس چلے گئے تھے۔ رات بارہ بجے کے قریب رحمان فرقان کے کمرے میں آیا تھا۔ خوب لعنت ملامت کرتا رہا بولتا رہا بولتا رہا۔ نشتر زنی کرتا رہا، چلاتا رہا فرقان چپ سادھے بیٹھا رہا۔ اُس کے لب باہم پیوست تھے وہ کسی نادیدہ نقطے پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

''ابھی وہ جس نیہات نامی لڑکے کے ساتھ آئی تھی بتاسکتے ہو وہ کون تھا۔'' رحمان دھاڑا۔

''امن اور عروہ کے کالج میں اِن سے سینئر ہے بہت اچھا نفیس سا لڑکا ہے۔''

''یہ میرا سوال نہیں تھا۔'' رحمان نے خشک لہجے میں کہا دوسری جانب لمحہ بھر کو سکون سا طاری ہوا۔

''اُس لڑکے کی اکیڈمی میں صبا پڑھتی ہے، اُس لڑکے کی ماں بھی تھی ساتھ۔''

''جیسی ماں ویسی بیٹی، یار ہے وہ اُس کا، سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر گلچھرے اڑاتی پھر رہی ہے۔'' اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کر ڈالے۔ اُس کا موم دل کسی تیز شعلے پر ٹھہرا ہوا تھا، قطرہ قطرہ، لہو کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔

''چپ کرجاؤ رحمان خدا کے قہر سے ڈرو، بس کردو اب، اُن کو اُن کے حصے کی زندگی جی لینے دو۔ اگر خدا نے ہم سب کی چمکتی دمکتی، قسمتیں لکھی ہیں تو

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کچھ تو اُن کے بخت میں بھی لکھا ہی ہوگا۔ خدا کے لیے رحم کرو اُن کی زندگیوں سے مت کھیلو بہت ہوگیا خدا کے لیے۔'' فرقان دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ بہت زور زور سے بولنے کی وجہ سے اُس کا بدن لرز رہا تھا۔ شدتِ غم سے فرقان کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

''تم آج کے بعد اُس حرافہ لڑکی.....''

''بس رحمان چپ ہوجاؤ۔ حوصلہ نہیں ہے مجھ میں، ہمت نہیں ہے صبا کے بارے میں ایسے الفاظ سننے کی اور سہنے کی۔'' فرقان نے ملتجی لہجے میں کہا تو رحمان نے حقارت سے ہنکارا بھرا۔

''بڑی محبت جاگ پڑی ہے تمہارے دل میں اُس کے لیے۔ جانتے بھی ہو کہ مجھے اُس عورت سے کتنی نفرت ہے جس کی وہ بیٹی ہے۔ میں فاخرہ کو بھوبھل ہوتا، بھسم ہوتا دیکھنا چاہتا ہوں۔'' رحمان سانپ کی طرح پھنکارا وہ اتنے تنفر، اتنی بے اعتنائی و لاتعلقی سے بات کررہا تھا کہ جیسے صبا سے اُس کا کوئی رشتہ ہی نہ ہو۔

''مجھے نہیں پتا کہ مجھے فاخرہ سے نفرت ہے کہ نہیں مگر رحمان صبا سے محبت فطری ہے وہ بھی ہماری بیٹی ہے۔ ہمارا خون ہے۔ ہمارے بڑے بھائی کی بیٹی ہے۔'' فرقان کی آواز بھرا گئی۔ لبنیٰ اور بچے چپ خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔ کیا کہہ سکتے تھے۔ ساری زندگی فرقان، رحمان کے زیر اثر رہا تھا۔

''ٹھیک ہے تم محبت نبھاؤ اُن سے، آج کے بعد ہمارا ملنا جلنا ختم، تمہارا میرا کوئی رشتہ نہیں۔'' وہ گھمنڈ کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا پے در پے غلطیاں کررہا تھا۔ سدھارو وہ چاہتا ہی نہیں تھا۔

''رحمان میرے بھائی بس کردو۔ نفرت سے کچھ حاصل نہیں ہونے والا، وہ ہماری بیٹی ہے آج اتنے لوگوں کے سامنے ہمارا سر فخر سے بلند ہوگیا کہ وہ ہماری بچی ہے۔ اُسے اپنالو رحمان، ہم نے اُن کی بہت تلفی کی ہے۔ ابھی بھی وقت ہے ہم ازالہ کرسکتے ہیں اپنی خطاؤں کا، اپنی دانستہ کی گئی زیادتیوں کا کفارہ ادا کرسکتے ہیں۔'' فرقان نے رحمان کا بازو چھوا تو رحمان نے اُس کا بازو اشتعال سے جھٹک دیا اور تیکھی نظروں سے فرقان کو دیکھا۔ سرد مہری اور رکھائی اس کے ہر ہر انداز سے عیاں تھی۔ فرقان کا ضبط تنکا تنکا بکھرتا جارہا تھا اُس کے دماغ کی نسیں کھینچ گئی تھیں۔

''سوچو رحمان اگر وہ تمہاری بیٹی ہوتی۔''

''ایسی بیٹی مجھے نہیں چاہیے جو ایسی اخلاق سے گری حرکتیں کرتی پھر رہی ہے۔ خدا کی پناہ فاخرہ کی بیٹی ہے بے حیا تو ہوگی نا، ایسی میری بیٹی ہوتی تو میں اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے چیل کوؤں کو کھلا دیتا۔ زمین میں زندہ گاڑ دیتا۔'' نفرت میں وہ بکے جارہا تھا۔

''رحمان تم بڑے بول بول رہے ہو۔ اللہ سے معافی مانگو، خدا کے خوف سے ڈرو۔ اس عورت کی آہ سے ڈرو! تم اسے ساری زندگی ذلیل کرتے رہے اور وہ سہتی رہی..... جبر و ظلم کو ہر الزام کو صبر کے ساتھ اپنی جان پر جھیلتی رہی۔ کیا اُس کا گناہ اتنا بڑا تھا۔ کیا ہم اسے سزا دینے کا حق رکھتے تھے۔ اُس نے جو بھی کیا ہوگا وہ اُس کا اپنا عمل تھا مگر کیا زمان بھائی جیسے شخص کے ساتھ اُس کی شادی ظلم نہیں تھی۔ ہم نے کیا کیا آج تک اپنے بھائی کے لیے۔ مجھے بہت دکھ ہے کہ ہم نے اُن بچوں کا خیال نہیں رکھا، اُن کے سر پر دستِ شفقت نہیں رکھا۔ کیا اُن کے اندر بچپن سے محرومیاں نہیں پلی ہوں گی۔ ہمارے ظلم کی حد دیکھو اور اُس عورت کے صبر کی، جو اپنی اولاد کو بھی پالتی رہی زمان بھائی کو بھی سنبھالا اور ہم نے کیا کیا۔ اپنی ماں کی ذمہ داری سے بھی منہ موڑا۔ اماں کی ذمہ داری بھی اُسی پر ڈال دی۔''

''اماں خود بھی زمان کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بہت لاڈلا ہے اماں کا نا۔'' رحمان طنزیہ بولا۔

''مان لو رحمان کے ہمارا ظرف اتنا بڑا نہیں ہے کہ ہم اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو مان کر اُن کا اعتراف کر سکیں اور پھر نادم ہو کر مداوا کرنے کا سوچیں۔ مان لو رحمان کے ہماری بیویاں زمان کو بوجھ سمجھتی تھیں۔ ہم نے وہ بوجھ فاخرہ کے گلے لگا دیا اور اماں کی کڑوی کسیلی سُن کر عائشہ بھابی اُن کو دو منٹ میں بے عزت کر ڈالتی تھیں۔ سب کچھ مان لو، ہم نے اپنے گھروں میں سکون رکھنے کے لیے اماں کا بوجھ بھی اُسی پر لاد دیا۔ ہم نے طنز کیے نفرت کی الزام لگائے، بہت کچھ کیا مگر خبر گیری نہیں کی۔ آخر کب تک ہم اُس عورت کی ہمت کو ڈھال بنا کر اپنی پسند کا شکار کھیلتے رہیں گے۔ تم دھوکے باز ہو، ظالم ہو، مفاد پرست ہو، مجبوریوں کی ساری گھنٹیاں اُس کے گھر میں باندھ کر خود شانت ہو گئے، تمہیں خدا سے ڈر کیوں نہیں لگتا رحمان۔ خدا دیکھ رہا ہے سب۔''

بولتے بولتے اُس کا گلا خشک ہو گیا وہ اپنی ہتھیلیاں مسل رہا تھا، رو رہا تھا۔ اُس کا تنفس تیز تھا۔

''سارے بوجھ اُسی پر ڈال دیے اور اُس کے بوجھ کا کچھ سوچا ہی نہیں، جس پر بیتے جو اپنی اپنی جان پر سہے دن رات کے چرکے، اور وہ واویلا بھی نہ کرے تو بتاؤ اس کے درد کی کوئی انتہا ہو سکتی ہے۔ میں بھی ظالم ہوں کیونکہ میں نے تمہارا ساتھ دیا۔ میں بہت نادم ہوں۔ اب اُن کے ساتھ کھڑا پاؤ گے تم مجھے۔ تم نے اُن کا حق مارا اسی لیے آج تم اتنی شاہانہ زندگی گزار رہے ہو۔ کسی کا حق کھا رہے ہو۔ ورنہ تم بھی میری طرح ہوتے کسی جنرل اسٹور کے مالک.....''

''بکواس بند کرو، کر لو جو کر سکتے ہو۔'' رحمان لڑنے مرنے پر اتر آیا پھر بہت تو تو میں میں ہوتی رہی۔ کمرے میں سب نفوس خاموش تھے۔ اُن کی مدھم سانسیں بھی کانپ رہی تھیں۔

اور پھر اُسی رات فرقان بھی اپنی فیملی کے ساتھ واپس آ گیا بہاولپور، وہ اگلا دن وہاں رحمان کے ساتھ نہیں گزارنا چاہتا تھا۔

☆.....☆.....☆

رحمان کسی کے ساتھ مل کر کوئی نیا کاروبار ترتیب دے رہا تھا۔ آج بھی اُسے کسی سے ملنے جانا تھا اس لیے وہ کچھ کھائے پیے بنا ہی نکل گیا تھا سب افراد بے سدھ سوئے ہوئے تھے۔ ویسے بھی اِن نحوست ماروں کو مردوں سے شرط باندھ کر سونے کی عادت تھی۔ فروا کی آنکھ سیل فون کی مسلسل بجتی بیل سے کھلی تھی۔ اُس نے مندی مندی آنکھوں سے دیکھا اریز تھا۔ خوشی سے اُس کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔ وہ کمرے سے نکل کر ٹیرس پر آ گئی۔

''ہیلو کیسی ہو ظالم!'' اریز نے چھوٹتے ہی کہا۔

''نہ دعا نہ سلام، دل جلے عاشق بنے بیٹھے ہو۔''

''مجھے چھوڑ کر آ گئی تو جلے دل کے پھپھولے تو پھوڑوں گا ہی، اچھا کیسی ہو۔''

''مزے میں ہوں۔'' وہ کھلکھلائی۔

''اور میں بے چارہ آہیں بھر بھر کے دو دن سے آدھا رہ گیا ہوں مگر تمہیں کوئی پروا بھی نہیں۔'' وہ بسورا۔

''پروا ہے یار، ایسے ہی مذاق کر رہی تھی۔''

''اچھا یہ بتاؤ تم نے گاڑی لے لی۔''

''ہاں کل شام بابا نے مجھے مرسیڈیز لے کر دی ہے۔ عروہ کہتی رہی فراری لے لو مگر مجھے مرسیڈیز دیکھنے میں زیادہ اچھی لگتی ہے اس لیے۔''

''واؤ بہت بہت مبارک ہو۔'' وہ خوش تھا خوش لگ بھی رہا تھا۔

''بہت بہت مہربانی آپ کی جنابِ والا۔'' وہ چہکی۔

''تمہاری ہر خوشی میری بھی تو ہے جان۔'' اریز نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

''ہاں یہ تو ہے نو ڈاؤٹ۔''

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''اچھا ذرا ایگیس کرو تمہارا اریز اس وقت کہاں ہے۔'' اُس نے تجسس پھیلایا۔
Downloaded From www.paksociety.com
''اپنے بیڈروم میں۔''
Downloaded From www.paksociety.com
''اوں، اوں، نہیں۔''
''پھر.....''
''میں اپنی جان کے لیے اتنا اُداس ہوا کہ لاہور آ گیا۔ رات لیٹ پہنچا تھا اس لیے بتایا نہیں۔''
''رئیلی..... آر یُو شیو.....''
''ہاں اور اس وقت مال روڈ پر ہوں، مجھ سے ملو جان، اپنا دیدار کرادو۔ باہر آؤ۔''
''مگر اریز.....''
''اگر مگر کچھ نہیں بس آ جاؤ۔'' فروا نے ایک نظر اپنے شکن آلود لباس پر ڈالی اور ہاتھوں سے شکنیں درست کرتی کمرے میں گئی، گاڑی کی چابی اٹھائی اور ہاتھوں سے اپنے بال درست کرتی پرس اُٹھا کر باہر نکلی۔ پارکنگ میں گاڑی نکالتے ہوئے ایک خیال فروا کو ہواؤں میں اُڑا رہا تھا۔
''اریز مجھے اتنا زیادہ چاہتا ہے کہ رہ نہیں پایا میرے بغیر، میرے پیچھے یہاں تک آ گیا۔'' اُس کے کنوارے بدن میں پرتپش کیفیت ابھرنے لگی، زعم بھری سرشاری۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اُس کے قدم زمین پر ٹک ہی نہیں پا رہے۔ وہ فضاؤں میں کہیں اُڑتی جھومتی پھر رہی ہے۔
''کہاں پر ہو۔'' فروا نے گیٹ سے نکل کر میسج کیا۔
''سامنے دیکھو۔'' فوری ریپلائی آیا۔ وہ چند فرلانگ کے فاصلے پر ہی کھڑا تھا۔ فروا کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ وہ نک سک سے درست، بہت چارمنگ لگ رہا تھا۔ فروا نے اپنے ملگجے سے لباس پر نظر کی جو شکن آلود تھا۔ اُسے عجیب سی کوفت ہوئی۔ آہستہ سے گاڑی روک کر ہاتھ بڑھا کر اُس نے فرنٹ ڈور کھولا خوشبوؤں میں بسا اریز اُس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔
''بہت پیاری لگ رہی ہو۔'' اریز نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا۔
''خود اتنا تیار شیار ہو کر آئے ہو اور مجھے منہ بھی نہیں دھونے دیا۔ ماسی لگ رہی ہوں۔'' فروا نے خفگی سے منہ بسور کر کہا اور اپنا ہاتھ اریز کے ہاتھ سے چھڑا کر اُس کے بال اپنی مٹھی میں جکڑ لیے۔
''بدتمیز جنگلی حسینہ، سارے بال خراب کر دیے۔'' وہ مصنوعی خفگی سے اپنے بال چھڑانے لگا۔
''اچھا موڈ ٹھیک کرو، پوری شہزادی لگ رہی ہو مجھے، ڈونٹ وری کپڑوں کا غم نہ کرو تم ہر حال میں ہر وقت اچھی لگتی ہو، ایسے ہی تو میں تمہارے پیچھے کھنچا نہیں آیا جان۔'' اب پھر فروا کا ہاتھ اریز کے ہاتھوں میں دبا تھا جسے وہ گرم جوشی سے دبا رہا تھا تبھی اُس کا ہاتھ اُس کی گولڈ رنگ پر رک گیا۔
''یہ کب لی، بہت جدید اور نفیس ڈیزائن ہے۔''
''گولڈ کا پورا سیٹ دلوایا ہے کل بابا نے، ہم تینوں کو۔''
www.paksociety.com
''واؤ گڈ مگر تین کون۔'' اب وہ رنگ کو فروا کی انگلی میں گھما رہا تھا ملائم گورے ہاتھوں میں اچھی بھی بہت لگ رہی تھی۔
''میں میری بہن عروہ اور چاچو کی بیٹی امن کو۔''
''اُسے کیوں دلایا سیٹ۔''
''فرقان چاچو کے مالی حالات کچھ اتنے خاص نہیں ہیں اس لیے جب بابا نے ہم دونوں بہنوں کو شاپنگ کروائی تو اُن کے بچوں کو بھی کروا دی۔''
''اوہ اچھا، اتنے دیالو ہیں کیا تمہارے بابا۔''
ہاں، بابا کے پاس کون سا روپے پیسے کی کوئی کمی ہے۔ لاکھوں نہیں کروڑوں کے مالک ہیں اور بزنس مائنڈ رکھتے ہیں۔ بہت سارے کاروبار شروع کر رکھے ہیں انہوں نے۔ ہر مہینے لاکھوں میں کرایا آتا ہے دکانوں کا۔'' فروا بہت فخر سے بتا رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''اور پتا ہے امن کے بابا نے کیا کیا۔''

''نہیں پتا۔'' اریز نے شرارت سے سر نفی میں ہلا دیا۔

''میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ احتشام کو بابا نے مارا کیونکہ وہ فیل ہو گیا تھا۔'' اریز اندر سے کھولنے لگا اُس کے دل میں شدت سے خواہش جاگی کہ اس لڑکی کو اُٹھا کر گاڑی سے باہر پھینک دوں مگر 'لڑکی کو عزت اور اہمیت کے ساتھ محبت دو تب ہاتھ آتی ہے۔' یاد آ گیا تو ہونٹوں پر مسکراہٹ چپکا لی۔

''ہاں جان یاد ہے مجھے، تمہارے گداز ہونٹوں سے نکلی ہر ہر بات دل پر لکھی ہے۔'' وہ کھسک کر پاس ہوا۔

''میرے تایا زمان کی بیٹی نے بورڈ میں فرسٹ پوزیشن لی تھی اور آج اُسی سلسلے میں یہاں تقریب تھی صبا زمان بھی آئی ہوئی تھی۔ وزیر اعلیٰ نے سب پوزیشن ہولڈرز کو نقد رقم دی اور ایسے میں فرقان چاچو بہت جذباتی ہو کر صبا سے ملے اور معافیاں مانگنے لگے اور امن کا گولڈ کا سیٹ انعام کے طور پر صبا کو دے دیا۔ بابا بہت ناراض ہیں چاچو فرقان سے۔'' فروا آج اپنے خاندان کا تعارف کروانے پر تلی ہوئی تھی اور وہ دل ہی دل میں تلملاتا سلگتا رہا۔ وہ ساری بات سناتی رہی۔ فاخرہ کے بائیکاٹ کے متعلق زمان کے اندھے پن کا اپنے بابا کی ناپسندیدگی و نفرت کا، وہ بے دلی سے ہوں ہاں کرتا رہا۔ انہوں نے چمن کی آئس کریم کھائی پھر ایک ہوٹل سے ناشتا کیا بہت گھوما بلاوجہ۔

''اب میرے گھر چلتے ہیں۔''

''لاہور میں بھی تمہارا گھر ہے کیا۔ واؤ کیا بات ہے، لاہور میں گھر بنانا میرا بھی خواب ہے۔''

''میرا گھر بھی تو تمہارا ہی ہے یوں سمجھو تم اس وقت اپنے گھر جا رہی ہو، اپنے گھر کی مالکن بن کر اور میرے پاس تمہارے لیے زبردست سرپرائز بھی ہے۔'' وہ ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا۔

''کیا..... بتاؤ بتاؤ۔'' وہ چمکتی آنکھوں سے پرجوش انداز میں بولی۔

''او میری بارلی ڈول اگر بتا دیا تو سرپرائز تو نہ رہا۔''

''کدھر جانا ہے۔''

''گلبرگ اس طرف گاڑی موڑو۔'' وہ اُسے راستہ بتاتا رہا۔ گاڑی ایک محل نما گھر میں داخل ہوئی تھی۔ وہ یک ٹک اپنے اطراف میں دیکھے جا رہی تھی۔

''اتنا شاندار گھر، میرے خوابوں کا محل۔'' وہ سفید سنگ مرمر کی روش پر ہی ٹک گئی اُس کی آنکھیں مارے خوشی کے پھٹ پڑیں وہ محویت سے اس گھر کو دیکھ رہی تھی۔ وہ وثوق سے کہہ سکتی تھی کہ ایسا گھر اُس نے زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے۔

''چلو یار رُک کیوں گئیں۔'' اریز نے اُس کے شانوں کے اطراف اپنا بازو پھیلایا اور ساتھ لگائے کمرے میں لے آیا۔ اُسے بیڈ پر بٹھا کر خود الماری میں کچھ ڈھونڈنے لگا۔

''یہ سوٹ میں تمہارے لیے لے کر آیا ہوں اپنی پسند سے، تمہیں میری خواہش کا احترام کرتے ہوئے لازمی پہننا ہے۔ ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا اور پھر بھلے لاکھ مناتا مگر نہیں مانوں گا۔'' وہ یک دم سنجیدہ ہو گیا تھا۔ فروا نے جلدی سے لباس کی پیکنگ کھولی تو دنگ رہ گئی۔

''اریز کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیسا لباس ہے جو تم نے میرے لیے خریدا ہے۔ سوری میں یہ نہیں پہن سکتی۔'' فروا نے قطعیت سے کہا اور وہ کپڑے پرے پھینک دیے۔ ریشمی ذرا سا ڈارک میرون ٹاپ اور شارٹ تھا جیسے انڈین اداکارائیں پہنتی ہیں۔

''پلیز میری جان میری خوشی کے لیے۔'' اریز منمناتے ہوئے بولا۔ بہت ہی ملتجی لب و لہجہ تھا۔

''میں نے ایسا لباس کبھی نہیں پہنا، مجھے عجیب سی جھجک ہو رہی ہے اریز، تم بات کو سمجھو۔''

''اس کمرے میں صرف تم ہو اور میں، کوئی تیسرا

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تو نہیں ہے۔"

"مجھے شرم آ رہی ہے اریز۔" فروا اب پھر وہی نیم برہنہ سا لباس اُلٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی یعنی یہ بات اس بات کی طرف اشارہ کر رہی تھی کہ وہ نیم رضامند تھی اور اُسے پوری طرح راضی کرنا اریز کے لیے کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ تھوڑی سی تگ و دو کرنا پڑتی، ذرا سی خوشامد ذرا سی خفگی، فروا اس کی ہر بات مانتی تھی۔ ہر لڑکی اپنے محبوب کی ہر بات مانتی ہے، ماننی بھی چاہیے مگر جائز بات، مگر وہ اریز چوہدری تھا جسے چھا جانے کا فن آتا تھا۔ جو لڑکی کے اعصابوں پر حاوی ہونے کے ہنر میں طاق تھا۔

"چلو یہ واش روم ہے فریش ہو کر چینج کر لو۔" کافی سر کھپانا پڑا تھا بہر حال مان گئی تھی۔

اریز دوسرے کمرے میں چلا گیا اور فروا واش روم میں گھس گئی۔ جدید طرز کا بنا واش روم جس میں ہر چیز دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی، ہر چیز صاف شفاف تھی۔ ایک تازگی کا احساس فروا کے رگ و پے میں سرایت کرنے لگا۔ گولائی میں بنا ٹب اور اس کے اندر سے جھانکتی سفید سنگ مرمر کی دلکشی و رعنائی، ہر چیز فروا کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ فروا غیر محسوس انداز میں جیسے لپک رہی تھی، شریر ہو رہی تھی۔ پھر اُس نے فریش ہونے کے لیے شاور کی بجائے ٹب کا انتخاب کیا تھا۔

فروا نے جب اریز کا پسندیدہ ڈریس پہنا تو وہ اپنے ہی وجود میں سمٹنے لگی۔ اُسے ٹوٹ کر شرم آئی، اُس کے سامنے قد آدم آئینہ تھا اور فروا آئینے سے نظریں چرا رہی تھی۔

اِس نے بال سلجھا کر پشت پر کھلے چھوڑ دیے۔ فروہ نے ڈرتے ڈرتے نظریں اٹھا کر آئینے کی نظروں سے ملائیں، گورے دودھیا بازو ننگے تھے، چمکتی ہوئی جلد، فروہ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے بازوؤں پر پھیرے، نرم و ملائم ریشمی سی گرفت میں وہ خود کو چھپانے لگی۔

فروا ڈریسنگ روم سے باہر نکلی تو اریز کو اپنا منتظر پایا اریز کی نظریں فروہ کے سحر طراز چہرے سے ہوتی ہوئی اس کے دلکش سراپے میں ٹک گئیں، توجہ و مرعوبیت کا بھرپور ارتکاز' فروا بے ساختہ نظریں جھکا گئی اور جیسے نادانستہ خود کو خود میں چھپانے لگی، اریز اُس کی اس ادا کو دیکھ کر ہنسا۔

"بہت ہاٹ لگ رہی ہو جان۔" اریز نے فروہ کی کمر میں بازو ڈالا وہ کسمسائی۔

"اُف خود کو جان تم نے اپنے اریز سے اتنا چھپا چھپا کر کیوں رکھا۔" اب اُس کے دونوں ہاتھ فروا کی کمر کے گرد حمائل ہو کر اُس کے جسم پر سرسرانے لگے تھے فروہ کا دل اتنی زور سے دھڑکا گویا پسلیاں توڑ ڈالے گا۔ وہ اپنے آپ کو چھڑا رہی تھی یا چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اُس کے اندر احتجاج تھا نازک سا کمزور سا، جو اُسے مزاحمت کرنے پر اُکسا رہا تھا۔

وہ بدک گئی اور بھرپور اشتعال سے ایک ہی جھٹکے سے الگ ہو کر دور ہو گئی۔

"دقیانوسی، شہزادی۔" وہ کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ فروا کا چہرہ تپ رہا تھا۔ ایک سنسناہٹ سی سلگتی آنچ کوئی تپش تھی کہ حد نہیں، وہ بدحواس ہو کر بوکھلا رہی تھی، گھبرا رہی تھی۔ مگر اُسے کچھ اچھا بھی لگ رہا تھا، پُر لطف، سحر انگیز، مقناطیسی کشش تھی اریز کی قربت میں اُس کا بدن دہک دہک کر بھاپ چھوڑ رہا تھا۔

"فروا کے اندر اتنی گھٹن ہو رہی تھی کہ وہ آگے بڑھی اور اس نے کمرے کی گلاس ونڈو کے آگے لٹکتے دبیز پردے سرکا دیے تا حد نظر سبزہ ہی سبزہ واہ کیا منظر تھا، گول ستونوں والے پورٹیکو کے گرد بھی خوب صورت بیلیں لپٹی اپنی مانگ بڑھا رہی تھیں۔ لان ملکی و غیر ملکی پھولوں سے بھرا اپنے مکینوں کی پسند اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ذوق کو ظاہر کر رہا تھا۔ دیکھنے والی نگاہ کو خیرہ کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔

فروا بھی اب شاداب دل کے ساتھ آنکھوں میں شوق کا جہان بسائے ہریالی، درخت، درختوں کے اطراف گھومتے رنگ برنگے طوطے' چڑیوں کو محویت سے دیکھے جا رہی تھی۔

''سرپرائز تیار ہے۔'' اریز کب آیا فروا انجان تھی۔

''اچھا، دکھاؤ کیا ہے اور مجھے اجازت دو تا کہ میں یہ بے ہودہ لباس اُتار پھینکوں۔''

''لباس اُتار پھینکنے کا نادر موقع آپ کو ضرور دیا جائے گا ملکہ عالیہ۔'' وہ ذومعنی لہجے میں بولا۔ اریز نے فروا کے چہرے کی تمام تر نرماہٹوں کو جی بھر کر دیکھا۔ روپہلی جوانی کا بانکپن اس کی ہوش ربا اداؤں کے تال میل سے اس کے دلربا نقوش کو جلا بخشتا تھا۔

نازک لب، کانچ سی آنکھیں، صراحی دار فخری تنی دودھیا گردن، مناسب قد و قامت مگر قیامت خیز فگر نازک سے لبوں پر چمکتی لکیریں، کچھ بھی تو نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں تھا۔ ہر ادا قاتلانہ ہر انداز شاہانہ۔

''آجاؤ دوسرے کمرے میں۔''

''تمہارا لان بہت خوبصورت ہے دل کرتا ہے دیکھتی رہوں۔'' فروا نے اریز کی بات سنی اَن سنی کر دی تھی اور ہاتھ بڑھا کر گلاس ونڈو ہٹا دی۔ ٹھنڈی ہوا اپنے ساتھ نمی سمیٹ لائی۔

مغرب کی جانب سے بہت تیزی کے ساتھ بادل کے ٹکڑے پورے آسمان کو ڈھانپتے جا رہے تھے فروا کی زلفیں اِدھر اُدھر بکھرنے لگیں دیکھتے ہی دیکھتے ہوا کا شور بڑھنے لگا۔ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز اُبھری اگلے ہی لمحے بوندیں گلاس ونڈو پر گریں اور پھسلنے لگیں۔

وہ دونوں ساتھ کھڑے تھے۔ خود فراموشی کا عالم تھا جبھی فروا کو پھر اپنی کمر پر دھیرے دھیرے سرکتی نرم پوروں کے لمس کا احساس ہوا تھا۔ اس بار اُس نے اور زیادہ غصے سے اریز کا ہاتھ جھٹکا تھا۔ موسم کی سحر انگیزی کا سارا نشہ ہرن ہو گیا جوش و خروش مدھم پڑ گیا۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو سویٹی۔'' اریز نے فروا کا بڑھایا ہوا فاصلہ پھر گھٹا دیا۔

''تم بار بار مجھے کیوں چھوتے ہو۔'' وہ ہراساں سی فق چہرے کے ساتھ بولی۔

''تمہارے بال بہت خوب صورت ہیں چھو کر اندازہ کر رہا تھا کہ بالوں کی گھٹاؤں میں کتنی نرماہٹ ہے۔'' اریز شہد آگیں لہجے میں بولا۔ خمار آلود سانسیں بھرتا وہ اتنا قریب کھڑا تھا کہ یہ فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ لہجے کا مسحور کن بھاری پن فروا کو حواس باختہ کر گیا۔

''ڈرنے کی کیا بات ہے جان، میں کوئی غیر ہوں پگلی، تم تو میری محبت ہو، تم کوئی بے مایہ اور ارزاں ہستی ہو جسے میں پامال ہونے دوں گا۔ تم تو میری عزت ہو۔ اریز چوہدری کی ہونے والی بیوی۔'' اریز نے پینترا بدلا۔ مجبوری تھی اُس کی کہ وہ جبر نہیں کر سکتا تھا۔ اریز نے گلاس ونڈو بند کرنی چاہی فروا نے دیکھا اُس پار سرسبز گھاس پر ہلکی ہلکی بوندا باندی نے سماں باندھ رکھا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے مخملیں گھاس پر کرسٹل کے موتی بکھر رہے ہوں۔ اریز نے اُس کا ہاتھ پکڑا دوسرے کمرے میں فروا کی سالگرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ گلاب کے پھولوں سے کمرے کی سجاوٹ کی گئی تھی۔ لاہور کی بہت اچھی بیکری سے کیک خریدا گیا تھا۔ یہ محبت کا اظہار تھا۔ بنت حوا کو ابنِ آدم نے چارا ڈالا تھا اور بنتِ حوا سدا کی محبت میں لٹ جانے والی لٹ گئی، تنہائی تھی دو دھڑکتے دل تھے اور کوئی تیسرا بھی تھا جو اُن کے تن بدن میں پُرلطف و لذت بھرے شرارے وانگارے سمو رہا تھا۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ کون تھا جی ہاں شیطان۔ وہ شیطان جو اریز چوہدری کا ساتھی تھا، سنگی تھا اور دو شیطان اس وقت مل کر حوا کی بیٹی کو بہکا چکے تھے۔

تین سے چار گھنٹے گزار کر جب فروا واپسی کے سفر پر نکلی تو اریز کے گھر سے ابھی پندرہ منٹ کی مسافت طے کر پائی تھی کہ تین غنڈوں نے اُسے روک لیا۔ قدرے ویران سی جگہ تھی اُن تینوں لڑکوں نے فروا سے دو سیل فون، سونے کا نیا سیٹ، کچھ کریڈٹ، سونے کا بریسلیٹ اور گاڑی چھین لی۔ وہ تھکی ٹوٹی، مردہ سی ٹوٹی پھوٹی چال چلتی قریبی پی سی او گئی اریز کو کال کی، اُس کا نمبر بند تھا پھر اُس نے رحمان کو کال کی اور روتے ہچکیاں بھرتے اپنے ساتھ ہونے والے حادثے کی روداد سنا دی۔ یاد رہے کہ صرف گاڑی لٹنے والے سانحے کی خبر دی تھی باقی جو کچھ لٹا فروا چاہ کر بھی نہیں بتا سکتی تھی۔ رحمان اُسے لینے آ رہا تھا۔ اپنی بیٹی کو لینے جو دن دیہاڑے لٹ گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

رحمان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی فروا رحمان، رحمان بھی غمگین تھا۔ ایک کروڑ کے لگ بھگ کی مالیت کا نقصان ہو گیا تھا رحمان کا آزردہ ہونا تو بنتا تھا۔ مگر فروا ایسے بلک بلک کر روئی کہ رحمان نے اپنے دل کو مضبوط کر کے اُسے دلاسا دیا اور اس بات کو یوں شو کیا جیسے کوئی بات ہی نہیں ہے۔ وہ ایک باپ تھا اور باپ کا اپنی بیٹی کو روتے دیکھنا کتنا دشوار ترین عمل ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں نا۔ مگر یاد رہے صرف 'اپنی بیٹی' کو روتے دیکھنا مشکل کام ہے۔ رحمان فروا کو ساتھ لگائے تھپکتا رہا۔ اُسے تسلی و تشفی دیتا رہا۔

''بابا.....'' فروا روئے جا رہی تھی۔ آج کا دن خسارے کا دن تھا۔

''جی میری گڑیا'' رحمان تڑپ ہی تو اُٹھا فروا کی مخدوش حالت پر، جو خوابوں کی ردا اوڑھے گلاب چننے نکلی تھی، محبت کی راہ پر مگر خار سے اُلجھ بیٹھی۔ نقصان ناقابلِ تلافی تھا، نیکی اور بدی میں ذرا سا ہی تو فاصلہ ہوتا ہے سوئی برابر فاصلہ، ذرا سی لغزش انسان کو گناہ کی دلدل میں ڈبو کر دھنسا دیتی ہے۔ پُر اعتماد ہونا اچھی بات ہے، محبت کا ہو جانا بھی فطری عمل ہے مگر محبت میں حرص و ہوس سب کچھ نگل لیتی ہے۔ حدود کو کراس کرنا ڈس لیتا ہے۔ اعتبار و اعتماد کو اور عزت کو بھی۔

''بابا مجھے معاف کر دیں۔''

''نہیں بیٹا ایسے مت کرو۔ یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے مالی نقصان کوئی معنی نہیں رکھتا۔ شکر ہے میری بیٹی کی جان بچ گئی۔ عزت بچ گئی۔'' رحمان نے طمانیت سے کہا تو فروا اور بھی شدت سے رونے لگ گئی۔ نجانے کہاں سے اتنے آنسو آ رہے تھے، آنسو ہی آنسو، ابھی رحمان اس شاک سے سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ اُس کے سیل فون کی بیل ہوئی وہ دونوں چونکے۔

''اِنا للہ واِنا علیہ راجعون'' رحمان نے کہا اور فون بند کر دیا۔

''اماں کا انتقال ہو گیا ہے۔ لبنیٰ بھابی کی کال تھی، ہمیں ابھی جانا ہوگا۔''

اماں کے انتقال پر جانا تو تھا مگر غیروں کی طرح، پھر اُس پتھر دل انسان کے شیطانی ذہن میں ایک بات سما گئی۔ اماں کی ڈیڈ باڈی کو اپنے گھر لا کر دفنانے کی۔ بڑے پیمانے پر قل اور چہلم کرنے کی، کسی کو کیا پتا رحمان جیولرز والے کی اماں اب تک کہاں رہی تھی۔ ہاں اب پتا چلے گا جب پورا شہر جنازے میں شریک ہوگا۔

''رحمان احمد پتھر تھا اور پتھروں سے کبھی بھی خیر کی روشنی نہیں پھوٹا کرتی۔''

(اس خوب صورت ناولٹ
اگلی قسط آئندہ ماہ ملاحظہ کیجیے)

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY